اسلام میں اولوالامر کی اطاعت کی حدود و شرائط

محمد افتخار قیوم*

ڈاکٹر میمونہ تبسم*

Conflict between vice and virtue started from the very first day of creation.Its because ofoccupation of the powerful of the rights of the poor.They use fair and foul means for their personal benifit without any fear of consequences.Man is rash by nature,therefor he avoid any such act which is punishable at the spot.God has appointed a day of judgment.He does not punish at once.So man does not give any importance to religious injunctions.The conflict between man and SATAN continues all the time .Because both of them are genetically sodifferent.This conflict will last farend.It ends in culmination of virtue .Otherwise it is impossible to come to an end. .

key words: Obediance in virtue, Limits, What are OLUL AMR,What is MA,ROOF,

اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب میں اپنی اطاعت کے لیے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے لیے آپ ﷺ کے خلفاء یعنی اولا امر کی اطاعت کو ضروری قرار دیا ہے۔ اگر کوئی شخص آپ ﷺ کی اطاعت کے بغیر اللہ کی اطاعت کا مدعی ہے (جیسا کی منکرین حدیث کے گروہ کا عقیدہ ہے) تو وہ یقیناً بہت بڑی غلطی پر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین بندوں تک اس کے رسولوں کے ذریعے ہی پہنچتے ہیں۔ چنانچہ اللہ کی اطاعت رسول کی اطاعت کے بغیر ناممکن ہے۔ بالکل اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حق ادا کرنے کے لیے اولوالامر کی اطاعت ہر صورت کرنی پڑے گی۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی، رسول کی اور اولوالامر کی اطاعت کے ذریعے ایک زنجیر بنادی ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک کی اطاعت سے دست کشی کی تو یہ زنجیر ٹوٹ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس زنجیر کو قرآن پاک میں یوں بیان کیا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَطِيْعُوا اللهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِي الاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَأْوِيْلًا(1)

"اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن

---

* وزیٹنگ لیکچرر، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، سب کیمپس، وہاڑی

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور۔

پر۔ یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ اور رسول کی اطاعت کے ساتھ تیسرا گروہ جو اس اطاعت میں شامل ہے وہ اولوالامر کا ہے۔ اولوالامر کون لوگ ہیں؟ اس کے بارے میں مفسرین کی آراء مختلف ہیں۔

1: اولولامر لغت میں ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جن کے ہاتھ میں کسی چیز کا نظام وانتظام ہو، اس لیے مفسرین کے اس گروہ نے اولوالامر کے مصداق علماء اور فقہاء کو قرار دیا ہے۔

2: مفسرین کے اس گروہ کے نزدیک اولولامر سے مراد حکام اور امراء ہیں جن کے ہاتھ میں نظام حکومت ہے۔

3: مفسرین کے تیسرے گروہ کا خیال ہے کہ یہ لفظ دونوں طبقوں کو شامل ہے، یعنی علماء کو بھی اور حکام و امراء کو بھی۔ کیونکہ نظام امر و نہی دونوں کے ساتھ وابستہ ہے۔(2)

امام ابو بکر جصاص" اولولامر" کی تفسیر علماء سے کرنے کی تائید میں لکھتے ہیں:

و قولہ تعالی عقی بذالک فَاِن تَنَازَعتُم فِی شَیٍٔ فَرُدّہ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُولِ یدلّ علی آن اولولامر ھم الفقہاء لانّہ آمر ساءرالناسبطاعتہم ثم قال اِن تَنَازَعتُم الخ فآمر اولی لامر برد المتنازع فیہ الی کتاب اللہ وسنۃ نبیہ اذ کانت العامۃ ومن لیس من اہل العلم لیست ھذہ منزلتہم لانّہم لایرفون کیفیۃ الرد الی کتاب اللہو السنۃ ووجوہد لاءلہا علی احکام الحوادث فثبت آنہ خطاب العلماء(3)

" اور اولولامر کی اطاعت کا حکم دینے کے فوراً بعد اللہ تعالی کا یہ فرمانا کہ اگر کسی معاملے میں تمہارے درمیان اختلاف ہو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹادو۔ اس بات کی دلیل ہے کہ اولولامر سے مراد فقہاء ہیں، کیونکہ اللہ تعالی نے تمام لوگوں کو ان کی اطاعت کا حکم دیا، پھر فَاِن تَنَازَعتُم الخ فرما کر "اولولامر" کو حکم دیا کہ جس معاملے ان کے درمیان اختلاف ہو اسے اللہ کی کتاب اور نبی کریم کی سنت کی طرف لوٹادو۔ یہ حکم فقہاء ہی کو ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عوام الناس اور غیر اہل علم کا یہ مقام نہیں ہے اس لیے کہ وہ اس بات سے واقف نہیں ہوتے کہ اللہ کی کتاب اور سنت کی طرف کسی معاملے کو لوٹانے کا کیا طریقہ ہے؟ اور نہ انہیں نت نئے مسائل مستنبط کرنے کے لیے دلائل کے طریقوں کا علم ہوتا ہے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ یہ خطاب علماء کو ہے "

نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

والظاہر آنہ خطاب مستقل مستانفم وجہل لمجتہدین(4)

" اور ظاہر یہ ہے کہ یہ مستقل خطاب ہے جس میں روئے سخن مجتہدین کی طرف ہے "

آپ ﷺ نے بھی امت کو نصیحت کرتے ہوئے اطاعت کی یہی ترتیب بتائی ہے۔

عن ابی ہریرہ قال: قال رسول اللہ ﷺ من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن اطاع امیری فقد اطاعنی۔ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن عصی امیری فقد عصانی(5)

"حضرت ابوہریرہؓ(۵۷ھ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے امام کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امام کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔"

حکم اور اطاعت کی تین صورتیں بنتی ہیں۔

1: پہلی صورت یہ کہ کسی بات کا حکم اللہ صراحت کے ساتھ خود قرآن میں نازل فرمادیا اور اس میں کسی تفصیل و تشریح کی ضرورت نہیں، جیسے شرک و کفر کا انتہائی جرم ہونا، ایک اللہ وحدہ کی عبادت کرنا، آخرت و قیامت پر یقین رکھنا حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا آخری اور برحق رسول ماننا، نماز، روزہ، حج، زکوۃ کو فرض سمجھنا۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو براہ راست احکام ربانی ہیں، ان کی تعمیل بلاواسطہ حق تعالی کی اطاعت ہے۔

۲: اطاعت کی دوسری صورت وہ ہے جس میں تفصیلات و تشریحات کی ضرورت ہے، ان میں قرآن کریم اکثر ایک مجمل اور مبہم حکم دیتا ہے۔ اس کی تشریح و تفصیل نبی کریم ﷺ کے حوالے سے کی جاتی ہے، پھر وہ تشریح و تفصیل جو حضورؐ اپنی احادیث کے ذریعے فرماتے ہیں وہ بھی ایک قسم کی وحی ہوتی ہے۔ اگر اس تشریح و تفصیل میں اجتہادی طور پر کوئی کمی یا کوتاہی رہ جاتی ہے تو بذریعہ وحی اس کی اصلاح فرمادی جاتی ہے اور بلآخر حضورؐ کا قول و عمل جو آخر میں ہوتا ہے وہ حکم الہی کا ترجمان ہوتا ہے۔ اس قسم کے احکام کی اطاعت بھی اگرچہ اللہ ہی کی اطاعت ہے لیکن ظاہری اعتبار سے چونکہ یہ احکام صریح طور پر قرآن نہیں۔ حضورؐ کی زبان مبارک سے امت کو پہنچے ہیں اس لیے ان کی اطاعت ظاہری اعتبار سے اطاعت رسول ہی کہلاتی ہے جو حقیقت میں اطاعت الہی کے ساتھ متحد ہونے کے باوجود ظاہری اعتبار سے ایک جداگانہ حیثیت رکھتی ہے۔ اس لیے پورے قرآن میں اللہ کی اطاعت کا حکم دینے کے ساتھ اطاعت رسول کا حکم مستقلاً مذکور ہے۔

۳: اطاعت کی تیسری صورت یہ ہے ایسے احکام جو نہ قرآن میں صراحتاً مذکور ہیں اور نہ حدیث میں، یا ذخیرہ احادیث میں اس کے متعلق متضاد روایات ملتی ہیں۔ ایسے احکام میں علماء مجتہدین قرآن و سنت کے منصوصات اور زیر غور مسئلہ کے نظائر میں غور و فکر کر کے ان کا حکم تلاش کرتے ہیں۔ ان احکام کی اطاعت بھی اگرچہ حقیقت کے اعتبار سے قرآن و سنت سے مستفاد ہونے کی وجہ سے اطاعت خداوندی ہی کی ایک قسم ہے مگر ظاہری سطح کے اعتبار سے یہ فقہی فتاوی کہلاتے ہیں اور علماء کی طرف منسوب ہیں۔ اس لیے اس اطاعت کو تیسرا نمبر جداگانہ قرار دے کر اولولامر کی اطاعت نام رکھا گیا اور جس طرح منصوصات قرآن میں قرآن کا اتباع اور منصوصات رسول میں رسول کا اتباع لازم و واجب ہے۔ اس طرح غیر منصوص فقہی چیزوں میں فقہاء کا اور انظامی امور میں احکام و امراء کا اتباع واجب ہے۔ یہی مفہوم ہے اطاعت اولولامر کا۔(6)

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے آنکھیں بند کر کے اولولامر (حکام) کی اطاعت کا حکم نہیں دیا بلکہ اس کو بڑی سخت شرائط کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ اگر حکام (اولولامر) ان تمام شرائط پر پورا اتریں تو ان کی اطاعت لازم ہے اور اگر وہ ان شرائط سے پہلو تہی کریں تو ان کی اطاعت لازم نہیں ہے۔ اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق (7) "اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے"

مخلوق کی اطاعت میں سب سے پہلا نمبر چونکہ اولولامر کا ہی ہے اس لیے امیر اگر عدل پر قائم رہے تو اس کی اطاعت واجب ہے اور اگر وہ عدل و انصاف کو چھوڑ کر خلاف شرع احکام صادر کرے تو ان میں امیر کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

اطاعت کی شرائط

اولولامر کی اطاعت کی شرائط میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلی شرط: کتاب اللہ کا قیام

حکام (اولولامر) کی اطاعت کی پہلی شرط یہ ہے کہ جب تک وہ کتاب اللہ کے احکام کو دنیا میں نافذ رکھیں اور اس پر خود بھی عمل کریں تو اس وقت تک ان کی اطاعت کی جائے گی اور اگر وہ کتاب اللہ سے روگردانی کریں تو پھر کسی صورت میں اطاعت جائز نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ

ولو استعمل علیکم عبد یقوّدکم بکتاب اسمعوا واطیعوا (8)
"اگر تمہارے اوپر کسی غلام کو امیر مقرر کر دیا جائے جو تمہیں کتاب (قرآن) کے مطابق لے چلے تو اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔"
اس حدیث کی تشریح میں علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں:
قد یضرب المثل بما لا یقع فی الوجود یعنی وھذا منذاک آطلق العبد الحبشی مبالغۃ فی الامر بالطاعۃ (9)
"تحقیق مثال بیان کی گئی ہے جو نہیں واقع ہوتی، اس حدیث کا حبشی غلام کی اطاعت میں مبالغہ پر اطلاق ہوتا ہے"
یعنی آزاد تو پھر آزاد ہے اگر کبھی کوئی غلام اور وہ بھی حبشی اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر حکمران بن جائے تو اس کی بھی اطاعت کرنی ہے۔

دوسری شرط: نماز کا قیام

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکام کی اطاعت کے لیے دوسری شرط یہ عائد کی ہے کہ جب تک امراء (حکام) نماز کی پابندی کرتے رہیں اس وقت تک ان کی اطاعت سے نکلنا اور انکے خلاف کسی قسم کا خروج وبغاوت جائز نہیں۔ کیونکہ نماز دین کا اہم رکن ہے اور اسی پر دین کی عمارت قائم ہے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ آپ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ:
عن النبی ﷺ قال ستکون امراء فتعرفون وتنکرون، فمن عرف برئ، ومن انکر سلم، ولکن من رضی وتابع، قالوا: افلا نقاتلھم؟ قال: لا، ماصلّو (10)
"عنقریب تمہارے ایسے حکمران آئیں گے کہ ان کے کچھ کاموں کو تم اچھا کہو گے اور کچھ کو برا۔ تو جس نے اچھے کام کو اچھا کہا وہ بری ہو گیا، اور جس نے برے کام کو برا کہا وہ بچ گیا، مگر وہ جو اس پر راضی ہوا اور پیروی کی۔ لوگوں (صحابہؓ) نے پوچھا تو کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں جب تک وہ نماز پڑھیں۔"
اس حدیث سے پتہ چلا کہ فاسق وفاجر حکمرانوں کی اطاعت کی کم از کم شرط یہ ہے کہ وہ نظام صلٰوۃ قائم کریں۔ یعنی خود بھی نماز ادا کریں اور اس کی ادائیگی کا اہتمام بھی کریں۔ نیز رعایا کو بھی اس کا حکم دیں۔ جب تک وہ ایسا کرتے رہیں گے ان کی اطاعت کرتے رہنا ہے۔ اس حدیث میں لفظ "قتال" یہ واضح کر رہا

ہے کہ اس شرط کی عدم موجودگی میں محض احتجاج کافی نہیں بلکہ مسلح جدوجہد کی بھی اجازت ہے۔ اس کے علاوہ بھی ایسی احادیث ہیں جن سے حکمرانوں کے خلاف بذریعہ طاقت نہی عن المنکر پر استدلال ہوتا ہے۔(11)

تیسری شرط: معصیت سے اجتناب

اولوالامر (حاکم وقت) کی اطاعت اس شرط پر جائز ہے کہ وہ معصیت کا ارتکاب نہ کرے۔ ایسی حالت میں اس کی ہر بات تسلیم کی جائے گی۔ لیکن اگر وہ معصیت کا ارتکاب کرتا ہے تو پھر اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ اللہ تعالی کا حکم ہے کہ

وتَعَاوَنُوْاعَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَاتَعَاوَنُوْاعَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (12)

"اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے۔"

اس لیے حاکم وقت کی طرف سے معصیت کا ارتکاب ہو اور پھر بھی اس کی اطاعت جاری رہے تو یہ معصیت میں تعاون کے مترادف ہے۔ حکمران معصیت کا خود ارتکاب کرے یا اس کا حکم دے ہر دو صورت میں اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

خیارائمتکمُ الّذیْن تحبّوْن همْ ویحبّوْنکمْ، ویصلّوْن علیْکمْ وتصلّوْن علیْهمْ، وشرارائمتکمْ الّذیْن تبْغضوْنهمْ ویبْغضوْنکمْ، وتلْعنوْنهمْ ویلْعنوْنکمْ- قیْل یارسوْل الله! افلان نابذهمْ باالسّیْف؟ قال: لا، ماااقاموْا فیْکم الصّلوْة، واذا راءتهمْ منْ وّلاتکمْ شیئاتکْرهوْنه فاکْرهوْا عمله، ولاتنْزعوْایدامّنْ طاعة(13)

"' تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور جو تم سے محبت کرتے ہوں، جو تمہارے لیے دعا کرتے ہوں اور جن کے لیے تم دعا کرتے ہو، اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور جو تمہیں ناپسند کرتے ہوں، جن پر تم لعنت بھیجتے ہو اور جو تم پر لعنت بھیجتے ہوں۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ کیا ایسے لوگوں کے ساتھ ہم تلوار کے ذریعے نہ لڑیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، جب تک وہ تم میں نماز قائم کرتے رہیں اور جب تم اپنے حکمرانوں کی جانب سے کوئی ناپسندیدہ کام دیکھو تو ان کے کام کو ناپسند کرو مگر ان کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچو۔"

چوتھی شرط: واضح کفر

حاکم وقت کی اطاعت کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے چوتھی شرط یہ عائد کی ہے کہ جب تک حکمران اپنے قول فعل سے واضح کفر کا اظہار نہ کریں ان کی اطاعت سے کنارہ کش نہ ہونا چاہیے۔ لیکن جب وہ (حکمران) واضح کفر کا اظہار و ارتکاب کریں تو پھر اس کی کوئی اطاعت جائز نہیں ہے۔ یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ حکمران کبھی بھی اپنے کسی قول اور فعل کو کفر تسلیم نہیں کرتے اگرچہ وہ سب کچھ جانتے بھی ہوں۔ اس کی وہ الٹی سیدھی تاویلیں کریں گے یا عام طور پر ایک جملہ ان کی زبان پر رہتا ہے کہ "میرے بیان کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے" کیونکہ اگر وہ تسلیم کریں گے تو اس کا سیدھا سا مطلب یہ ہو گا کہ "آ بیل مجھے مار"۔ اپنے آپ کو تو کافر بھی کافر تسلیم نہیں کرتے چہ جائیکہ کوئی ایسا حکمران ، اس لیے ان (حکمرانوں) کے متنازع اقوال و افعال کی تشریح فقہاء اور مفتیان کرام قرآن و سنت کی روشنی میں کریں گے ہر کسی کو فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ :

عنْ عبادة رضی اللہ عنہ بْن الصامت قال دعانا النبی ﷺ فبایعْنا فیْما اخذ علیْنا انْ بایعْنا علی السّمْع والطّاعة فی منْ شطْنا ومکْرهنا وعسْرنا ویسْرنا وانْ لّا ننازع الامْر اهله الّا انْ ترواْ کفْرا بواحا عنْدکمْ من اللہ فیْه برْهانٌ(14)

"حضرت عبادہؓ بن صامت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہم کو بلا کر یہ عہد لیا تھا کہ ہم اپنے امراء کی بات سنیں گے اور ان کی تابعداری کریں گے۔ ہمیں پسند ہوں یا نہ پسند ہوں، سختی میں بھی اور نرمی میں بھی۔ خواہ ہم پر کسی اور کو ترجیح دی گئی ہو، اور ہم سے یہ عہد بھی لیا تھا کہ ہم حکومت کے عہدیداروں کے ساتھ جھگڑا نہ کریں گے مگر یہ کہ تم ان میں کھلا کفر دیکھو اور اس کے کفر ہونے پر اللہ کی جانب سے تمہارے پاس قطعی دلیل بھی موجود ہو۔

یہاں ایک بات کا خاص خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ کفر صرف ضروریات دین کے انکار کا نام نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ بھی کفر کی بہت سی شکلیں ہیں جیسے تشبہ بالکفار، رضا بالکفر، استعانت بالکفر، دین کی کسی بات کا مذاق اڑانا اور شریعت کے نفاذ میں رکاوٹیں ڈالنا وغیرہ۔

پانچویں شرط: منکرات کا حکم

اولوالامر کی اطاعت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اچھے اور معروف کاموں میں اس کی اطاعت کی جائے۔ اگر حکمران برے اور منکر کاموں کا حکم دیں تو اس وقت ان کی اطاعت ہرگز نہیں کی جائے گی ۔ تیسری شرط یہ تھی کہ وہ خود معصیت کا ارتکاب کرے یہاں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ خود تو کریں تو

کریں ساتھ لوگوں کو بھی اس (معصیت) کا حکم دیں تو ان کا یہ حکم کسی صورت میں نہیں مانا جائے گا۔ اس لیے کہ تیسری شرط میں واضح حکم بیان کر دیا ہے کہ نیکی میں تعاون ہے برائی میں نہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ

عن علی قال بعث رسول اللهﷺ سرية واستعمل عليه مرجلا من الانصار وامره مانيسمع واله ويطيعوه، فغضبوه فی شئی فقال اجمعوا الی حطبا۔ فجمع واثم قالاوقد وانارا، فاوقد واثم قال ألمی أمركم رسول اللهﷺ ان تسمعوا وتطيعوه؟ قالوابلی: قال فادخلوها۔ قال فنظر بعضهم الی بعضو قالوا انما فررنا الی رسول اللهﷺ من النار۔ فكانوا كذالك! سكنغضبه وطفيت النار۔ فلمارجع واذكرو اذالك النبیﷺ فقال لودخلوه الميخرجوامنها۔ انماالطاعة فی المعروف(15)

"حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ روانہ فرمایا اور ایک انصاری کو اس کا امیر مقرر کیا اور لوگوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیا۔ لوگ کسی بات پر امیر سے ناراض ہو گئے۔ اس (امیر) نے لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دیا۔ پس لوگوں نے لکڑیاں جمع کر دیں۔ پھر کہا کہ ان میں آگ جلاؤ ،لوگوں نے آگ جلا دی۔ پھر کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اطاعت کرنے کا حکم نہیں دیا تھا؟ لوگوں نے کہا ہاں: اس (امیر) نے کہا تم اس میں داخل ہو جاؤ۔ پس لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور کہنے لگے کہ آگ ہی سے بچنے کے لیے تو ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے ہیں، پھر اس میں کیسے داخل ہوں؟ اتنے میں ان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور آگ بجھ گئی۔ جب لوگ واپس آئے تو انہوں نے اس واقعہ کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو اس سے نہ نکلتے۔ پھر فرمایا کہ اطاعت صرف معروف میں ہے۔"

معروف کیا ہے؟

"معروف" سے کیا مراد ہے؟ اس کی سب سے بہترین تشریح علامہ شوکانیؒ (۱۲۵۵ھ) نے کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

والمراد بالمعروف ماكان من الامور المعرفة فی الشرع، لاالمعروففی العقل والعادة (16)

"معروف سے مراد وہ باتیں ہیں جو شریعت میں اچھی اور پسندیدہ ہوں۔ عقلی اور عادت کے طور پر معروف مراد نہیں ہیں۔"

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (یاایھاالذین امنوااطیعواللہ واطیعوالرسول) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

قال الطیبی اعاد الفعل فی قولہ (اطیعوالرسول) اشارۃ الیاستقلا لالرسول باالطاعۃ ولم یعدہ فی اولی الامر اشارۃ الی انہ یوجد فیھم من لا تجبطاعتہ ثم بین ذالک بقولہ (فان تنازعتم فی شئی) کأنہ قیل فان لم یعملوا بالحق فلا تطیعوہم وردوا ما تخالفتم فیہ الیحکم اللہ ورسولہ (17)

"طیبی (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ (اطیعوالرسول) میں اطیعوا فعل کے اعادے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی مستقل حیثیت ہے۔ اولوالامر میں اطیعوا فعل کے اعادہ نہ کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اولوالامر میں ایسی چیز کا پایا جانا ممکن نہیں ہے جس میں اس کی اطاعت واجب ہو۔ پھر اللہ تعالی نے اس کو (فان تنازعتم فی شئی) میں بیان فرمادیا کہ اگر وہ حق پر عمل نہ کریں تو ان کی اطاعت نہ کرو اور جس میں تمہیں اختلاف ہو اس میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو۔"

اولوالامر (حکام) کی اطاعت میں آنے والی تمام روایات کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے علامہ بدرالدین عینیؒ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ:

والاخبار الواردۃ بالسمع والطاعۃ للأئمۃ ما لم یکن خلافا لامر اللہ تعالی ورسولہ فاذا کان خلاف ذالک فغیر جائز لاحد ان یطیع احدا فی معصیۃ اللہ ومعصیۃ رسولہ (18)

"آئمہ کرام کی سمع وطاعت میں جو روایات آئی ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ان کا حکم اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف نہ ہو پس اگر خلاف ہو تو کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت کرے۔"

اس ساری بحث کو اگر سمیٹا جائے تو مندرجہ ذیل چار نکات نمایاں ہو کر سامنے آتے ہیں:

1:So long as the amir represents the legally establish government,all citizens owe him their allegiance,however much one or another of them may dislike his person and ,on accasion ,even his administrative acts .

2: If the government issues laws or regulations which involve the commission of a sin in the strict shar,i sense ,the duty of obedience ceases to be operative with regard to these laws or regulations

3: If the government sets itself openly and deliberately against the nass ordinances of the Qur,an ,it may be deemed to have become

guilty of infidelity ,whereupon authority should be withdrawn from it.

4: This withdrawal of authority must never be brought about by armed rebellion on the part of a minority within thr community - for thr prophet has warned (19)

۱: جب تک سربراہ مملکت (امیر) آئینی طور پر قائم شدہ حکومت کی نمائندگی کرتا ہے، تمام شہری اس کی اطاعت کے پابند ہیں، خواہ وہ کس قدر ہی اس کی شخصیت یا کسی بھی موقع پر اس کے انتظامی امور کو ناپسند کرتے ہوں۔

۲: اگر حکومت ایسا دستور یا ایسے قواعد وضوابط نافذ کرتی ہے جو شرعی نقطہ نظر سے گناہ تصور ہوتے ہیں تو ایسے قوانین وضوابط کے بارے میں امیر کی اطاعت موقوف ہو جاتی ہے۔

۳: اگر حکومت بالقصد اور کھلم کھلا قرآن حکیم کی کسی نص قطعی کے خلاف عمل کرنے لگتی ہے تو حکومت کے اس فعل کو ارتکاب کفر پر محمول کرتے ہوئے امیر مملکت سے اقتدار واپس لے لیا جائے گا۔

۴: اقتدار کی واپسی کا یہ عمل ملت کی اقلیت کی طرف سے مسلح بغاوت کی صورت میں نہیں کیا جانا چاہیے۔

مختصر یہ کہ حکمران کی ان کاموں میں اطاعت کرنی ہے جو کام دین میں معروف جانے جاتے ہیں۔ عادتاً یا عرفاً معروف جانے والے کاموں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اگر معروف سے ہٹ کر حکمران کوئی حکم دیتے ہیں تو پھر عوام الناس پر ان کی اطاعت لازم نہیں ہے۔ نیز یہ کہ حکمران صوم وصلوٰۃ کے خود بھی پابند ہوں اور لوگوں کو بھی اس کے پابند بنائیں۔ نہ معصیت کے خود مرتکب ہوں اور نہ معصیت کا حکم دیں۔ جن کاموں میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو ان کاموں میں اولوالامر کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ اس میں ایک قابل غور بات یہ ہے کہ اولوالامر کی اطاعت میں آنے والی احادیث کا تعلق یا تو عادل حکمرانوں سے ہے یا ایسے حکمرانوں سے ہے جو اپنی حیثیت میں ظلم وجبر اور فسق وفجور کے مرتکب ہوں لیکن ریاست کا نظام بحیثیت مجموعی شریعت پر مبنی ہو اور ریاست کے دیگر تمام ادارے شرعی نظام کے مطابق کام کر رہے ہوں۔ اگر نظام ریاست کفر پر مبنی ہو یا کفریہ قوانین کو تحفظ دیتا ہو یا شرعی قوانین کی عملداری میں رکاوٹیں کھڑی کرتا ہو تو اس صورت میں اطاعت میں آنے والی احادیث بالکل غیر متعلقہ ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ النساء:۵۹ (ترجمہ معارف القرآن از مفتی محمد شفیع عثمانی)

2: مفتی محمد شفیع عثمانی،معارف القرآن (ادارۃ المعارف کراچی ۲۰۰۴،۱۴ء)ج:۲،ص:۴۵۰

3- ابو بکر جصاص،احکام القرآن (طبع بالمطبعۃ البھیۃ المصریۃ ادارۃ الملتزم،۱۳۴۷ھ) ج:۲،ص:۵۲

4- نواب صدیق حسن خان،فتح البیان (مطبعۃ العاصمہ قاہرہ،مصر) ج:۲،ص:۰۸۳

5- محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح (نور محمد اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی، الطبعۃ الثانیۃ،۱۳۸۱ھ،ج،۲،ص،۱۰۵۷

6- مفتی محمد شفیع عثمانی،معارف القرآن،ج:۲،ص:۴۵۱

7- ولی الدین،مشکوۃ المصابیح،کتاب الامارۃ والقضاء،الفصل الثانی،حصہ اول،حدیث نمبر ۳،ص:۵۰

8- محمد بن اسماعیل بخاری،الجامع الصحیح،ج،۲،ص،۱۰۵۷

9- حافظ احمد بن علی عسقلانی، فتح الباری (دار النشر الکتب الاسلامیہ لاہور، س ن) ج، ۱۳،ص:۲۱۲

10- مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح (نور محمد اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی، الطبعۃ الثانیۃ ،۱۳۸۱ھ)ج،۲،ص،۱۲۸

11- محمد عمار ناصر،ماہنامہ الشریعۃ،اشاعت خاص مارچ ۲۰۱۲ء(الشریعۃ اکادمی ہاشمی کالونی کنگنی والا گوجرانوالہ)،شمارہ نمبر:۳،جلد،۲۳،ص:۵۵۲

12- المائدہ:۲(ترجمہ معارف القرآن از مفتی محمد شفیع عثمانی)

13- مسلم بن حجاج،الجامع الصحیح،ج،۲،ص،۱۲۹

14- ایضاً،ص:۱۲۵

15- ایضاً

16- محمد بن علی شوکانی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار (مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر، ۱۳۴۸ھ) ج،۷،ص:۱۹۲

17- حافظ احمد بن علی عسقلانی،فتح الباری،ج،۱۳،ص:۹۹

18- محمود بن احمد،عینی،عمدۃ القاری (ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بشارع المحکمین،بمصر، س ن) ج،۲۴،ص:۴

19: Muhammad Asad,The principals of state and government in Islam, (university of California press los Angeles)1961,p:79